الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ وعلیٰ اٰلک واصحابک یا حبیب اللہ

اَلدَّلَائِلُ الْقَاطِعَة

فِی رَدِّ مُجَلَّةِ الدَّعْوَةِ لِلْوَهَّابِیَّه

تصنیف

عبد مصطفےٰ غلام رضا

مولانا محمد محبت علی قادری

مکتبہ قادریہ سکندریہ حزب الاحناف گنج بخش روڈ۔ لاہور

اَلدَّلَائِلُ الْقَاطِعَۃُ
فِیْ رَدِّ مُجَلَّۃِ الدَّعْوَۃِ لِلْوَہَابِیَّۃِ

مصنّف عبدِ مصطفٰے غلام رضا
محمدُ محبّت علی قادری ابنِ محمدُ علی کھرل
الساکنے
گہنہ گڑھی تحصیل ننکانہ نزد سیدوالہ

ضلع

از خدّام سیّد السادات فخر الصلحاء پیرِ طریقت
رہبرِ شریعت سیّد اعجاز علی شاہ گیلانی زیب
سجّادہ آستانہ عالیہ حجرہ شاہ مقیم

نام کتاب : الدلائل القاطعہ
فی رد مجلۃ الدعوۃ للوھابیہ
مصنف : محمد محبت علی قادری کھرل
صفحات: ۴۵۷
بار اول مارچ ۱۹۹۶ء
تعداد : پانچ سو
کتابت: محمد اکرم معرفت ظفر دار الکتابت
مطبع : شیخ ہندی سٹریٹ داتا دربار لاہور
مطبع : الامان پرنٹنگ پریس اردو بازار لاہو
قیمت : مبلغ ۱۸۰/- روپے

ہونا اسرائیلیوں سے روایات کو حاصل نہ کرنا بیان لغت اور شرح غریب کا اس سے تعلق نہ ہونا ان کی عدم موجودگی میں جن کا موجود ہونا شرط ہے جیسے کہ زمانہ ماضی واستقبال کی خبریں دینا احوالِ قیامت کو بتانا اور ایسے کاموں کی خبریں جن پر ثواب وعقاب مخصوص کا بیان ہے ان کی موجودگی کی صورت میں وہ حدیث مرفوع حکمی ہوگی۔

مندرجہ بالا عبارت سے ثابت ہوا کہ اگرچہ متن حدیث میں صراحت مرفوع نہ بھی ہو مگر کنایتہً ثابت ہوتا ہے کہ یہ حدیث مرفوع ہے تو پھر بھی وہ خارج از مرفوع نہیں بلکہ وہ حدیث مرفوع حکمی کہلائے گی۔

اب ذرا اصولِ حدیث کی معتبر کتاب 'نخبۃ الفکر' کے اس مذکورہ اصول کو بھی دیکھیں اور حضرت عبداللہ ابنِ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت کردہ حدیث پاک کے الفاظ بھی زیرِ غور لائیں تو واضح ہو جائے گا کہ اس میں علامتِ رفع کس قدر صراحت سے موجود ہے وہ یہ کہ ابنِ عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یعنی میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ اس میں نبی پاک صاحب لَوْلَاکَ صلی اللہ علیہ وسلم سے سننے کا واضح ثبوت ہے جو مرفوعِ صریح کی واضح دلیل ہے مگر صد افسوس ان نام نہاد اہل حدیثوں پر جو کہ اس حدیث سے راہِ فرار اختیار کرنے کے لیے طرح طرح کے بہانے اور من گھڑت تاویلیں بنا رہے ہیں۔ ایک بہانا تو یہ بنایا کہ امام بیہقی نے اسے موقوف کہا ہے۔ اب تک بفضلہٖ تعالیٰ اس کا رد تو احسن طریقہ سے ہو چکا ہے اور یہ بھی حوالہ جات سے ثابت ہو چکا کہ حدیث موقوف بھی قابل قبول اور حجت شرعی ہے اور محدثین کرام رضوان اللہ

تعالیٰ علیہم اجمعین نے حدیث موقوف یعنی قول و فعل اور تقریر صحابہ عظام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو اقسام حدیث میں شمار کیا ہے۔

حدیث موقوف حجّت شرعی ہونے کی وجہ

اس کی وجہ یہ ہے کہ صحابہ عظام رضوان اللہ علیہم حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحبت یافتہ و تربیت یافتہ قابلِ اعتماد و لائق اعتبار ہستیاں ہیں جن کے متعلق یہ ہی یقین کیا جا سکتا ہے کہ ان حضراتِ قدسیہ سے قولاً و فعلاً وہی صادر ہوا جو کچھ انھوں نے اپنے آقاء و مولیٰ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وصحبہٖ وسلم سے دیکھا و سنا۔ دوسرا بہانا اس سے فرار ہونے کے لیے یہ بنایا کہ یہ حدیث ضعیف ہے۔ اب بفضلہٖ تعالیٰ ان کے رد و ابطال میں یہ ثابت کیا جاتا ہے کہ فضائل اعمال میں علماء محدثین و فقہاء کے نزدیک حدیث ضعیف بھی قابلِ عمل ہے جیسا کہ علامہ نووی رحمۃ اللہ علیہ کتاب الاذکار (صک) پر بیان کرتے ہیں۔

فضائلِ اعمال اور ترغیب و ترہیب میں حدیث ضعیف پر عمل مستحب ہے

قَالَ الْعُلَمَاءُ مِنَ الْمُحَدِّثِیْنَ وَالْفُقَهَاءِ وَغَیْرُهُمْ یَجُوْزُ وَیَسْتَحِبُّ الْعَمَلُ فِی الْفَضَائِلِ وَالتَّرْغِیْبِ وَالتَّرْهِیْبِ بِالْحَدِیْثِ الضَّعِیْفِ مَالَمْ یَکُنْ مَوْضُوْعًا۔ علماء محدثین اور فقہاء اور ان سے علاوہ نے

بھی کہا ہے کہ فضائل اعمال اور ترغیب و ترہیب میں حدیث ضعیف پر عمل کرنا جائز و مستحب ہے بشرطِ وہ موضوع نہ ہو۔ اس عبارت سے ثابت ہوا کہ فضائلِ اعمال اور ترغیب و ترہیب میں محدثین کرام کے نزدیک حدیث ضعیف پر عمل صرف جائز ہی نہیں بلکہ مستحب ہے۔ مزید اس پر تفسیر روح البیان سے حوالہ ملاحظہ ہو۔

حدیث ضعیف کے عملیات میں

قابلِ قبول ہونے پر دُوسرا حوالہ

یَقُوْلُ الْفَقِیْرُ قَدْ صَحَّ عَنِ الْعُلَمَاءِ تَجْوِیْزُ الْاَخْذِ بِالْحَدِیْثِ الضَّعِیْفِ فِی الْعَمَلِیَاتِ۔

صاحبِ تفسیر علامہ اسماعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ عملیات میں حدیث ضعیف پر عمل کا جائز ہونا علماء نے صحیح قرار دیا ہے فتاویٰ شامی جلد اوّل کی عبارت یوں ہے۔

تیسرا حوالہ

حَیْثُ قَالَ هَلْ یَجُوْزُ لِلْاِنْسَانِ الْعَمَلُ بِالضَّعِیْفِ مِنَ الرِّوَایَةِ فِیْ حَقِّ نَفْسِهٖ نَعَمْ اذا کَانَ لَهٗ رَأْیٌ اَمَّا اذا کَانَ عَامِیًا فَلَمْ اَرَهٗ لٰکِنَّ مُقْتَضٰی لِتَقْیِیْدِهٖ بِذِی الرَّأْیِ اِنَّهٗ لَا یَجُوْزُ لِلْعَامِیْ ذٰلِكَ قَالَ فِیْ خَزَانَةِ الرِّوَایَاتِ الْعَالِمُ الَّذِیْ

يَعْرِفُ مَعْنَى النُّصُوْصِ وَالْاَخْبَارِ وَهُوَ مِنْ اَهْلِ الدِّرَايَةِ يَجُوْزُ لَهُ الْعَمَلُ عَلَيْهَا۔

اس سوال کے جواب میں کہ کیا انسان کو اپنی نفس ذات کے لیے ضعیف روایت پر عمل کرنا جائز ہے۔ علامہ شامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں، ہاں جائز ہے بشرطِ عامل صاحبِ رائے ہو۔ بہر حال جبکہ عمل کرنے والا عام آدمی ہو جس کے پاس رائے فی الدین کی اہلیت ہی نہ ہو لیکن اس کا حال مقتضی ہے صاحبِ رائے سے پوچھنے کی قید لگائی جائے اس لیے کہ عامی کو اس پر عمل جائز نہیں۔ خزانۃ الروایات میں کہا ہے:

عالمِ دین ہونے کی کیا شرط ہے؟

عالم دین وہ ہے جو نصوص و اخبار یعنی قرآن و حدیث کا معنی سمجھتا ہو اور وہ اہلِ درایہ سے ہے اسی کو اس پر عمل جائز ہے۔

وضاحت: فتاویٰ شامی کی اس عبارت میں دو شرطوں کے ساتھ ضعیف روایت پر عمل کو جائز رکھا گیا ہے۔ اوّل یہ کہ جس کام پر عمل کر رہا ہے اس کا تعلق اس کی ذات سے ہو یعنی اس کا تعلق تعزیرات و حقوق یا مشترکہ معاملات یا حرام و حلال اور اعتقادیات سے نہ ہو۔ دوم یہ کہ ضعیف روایت پر عمل کرنے والا خود صاحب الرائے ہو جو کہ قرآن و حدیث پر پوری طرح دسترس رکھتا ہو تاکہ ضعیف روایت پر عمل کرنے سے کسی نص یا قوی روایت کی مخالفت کا ارتکاب نہ کر بیٹھے۔ نیز اگر عامل خود رائے کا اہل نہ ہو تو ضروری ہے کہ کسی عالم، صاحب الرائے سے پوچھ کر اس پر عمل کرے۔

بندۂ عاجز یہاں پر یہ عرض کرنا ضروری سمجھتا ہے کہ جب کسی ضعیف روایت پر عمل عام ہو کہ خاص و عام سب کرتے ہوں تو اس صورت میں عمل کرنے کے لیے صاحب رائے ہونا یا صاحب رائے سے پوچھنا بھی ضروری نہیں ہے۔ اب اپنے اس قول کی تائید کے لیے فضائلِ اعمال میں حدیث ضعیف پر عمل کرنا جائز و درست ہے۔

علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کی شہرۂ آفاق کتاب فَتْحُ الْمُبِیْنَ کی عبارت پیش کرتا ہوں۔

چوتھا حوالہ

فضائل اعمال میں حدیث ضعیف پر عمل کرنے پر علماء کا اتفاق ہے۔

اِتَّفَقَ الْعُلَمَاءُ عَلٰی جَوَازِ الْعَمَلِ بِالْحَدِیْثِ الضَّعِیْفِ فِیْ فَضَائِلِ الْاَعْمَالِ۔

فضائلِ اعمال میں حدیث ضعیف پر عمل کو علماء نے اتفاق سے جائز قرار دیا ہے۔ اسی طرح مولوی قطب الدین صاحب نے 'مظاہر الحق' میں چھ رکعت صلوٰۃ الاوّابین کے متعلق لکھا ہے۔ اگرچہ ترمذی وغیرہ نے اس حدیث کو ضعیف کہا ہے لیکن فضائل اعمال میں عمل کرنا حدیث ضعیف پر جائز ہے۔

مخالفین سے حدیثِ ضعیف پر جواز عمل کا ثبوت

پانچواں حوالہ

اب اسی پر خود منکرین کے مولوی حافظ محمد لکھوی کی عبارت ملاحظہ ہو۔

لکھتے ہیں، حدیث ضعیف فضائل عملاں وچہ قبولن آئی بھی وچہ اخبار قیامت برزخ جنت دوزخ بھائی۔ احوال الآخرۃ اب تک مذکورہ دلائل وبیان سے روز روشن کی طرح واضح ہو چکا کہ فقہاء محدثین اور علماء اصولین کے نزدیک فضائل اعمال اور ترغیب وترہیب میں حدیث ضعیف قابلِ قبول ہے، جب تک اس کا موضوع ہونا ثابت نہ ہو بلکہ مذکورہ اشیاء میں حدیث ضعیف پر عمل کو علماء نے مستحب کہا ہے حتیٰ کہ ہمارا یہ مدعا کہ حدیث ضعیف پر عمل فضائلِ اعمال اور ترغیب وترہیب میں جائز ہے۔ اس کا ثبوت خود مخالفین کی کتابوں سے دیا جا چکا ہے، مگر صد حیف ان متعصب فرقہ پرستوں پر جو اہلِ حق اہلِ سنّت وجماعت کے عقائد ومعمولات کو غیر شرعی ثابت کرنے کے لیے بے باکی وبے خوفی سے نصوص قویہ ودلائلِ واضح کا انکار کر دیتے ہیں، نہ اصول کی پاسداری نہ قواعد کی پابندی بلکہ اپنے مقاصد ومطالب کے حصول میں اس قدر سرگرداں وخود رفتاں ہو جاتے ہیں کہ ان کو حقائق کی سوجھ ہی نہیں رہتی یہ ہی وجہ ہے کہ جن حقیقتوں اور صداقتوں پر دلالت قرآن وحدیث کر رہے ہیں اور جن پر کتبِ اصول اور کتبِ کلام اور کتب فقہ اور تفاسیر وشروحات سے بے شمار شواہد موجود ہیں یہ ان سے انکار کر رہے ہیں اور طریقہ مسلوکہ فی الدین کو احداث فی الدین کہہ رہے ہیں اور معمولاتِ قدیمہ کو رسوم جدیدہ کہہ رہے ہیں اور کارِ خیر کو کارِ شر کہہ رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ایسوں کے مکرو فریب اور احداث فی الدین وفتنہ فی الدین سے اہلِ ایمان کو محفوظ رکھے آمین ثمہ آمین بحرمت رسولہ الکریم۔